

منتصر سوانح

امام اہلسنت

مولانا

احمد رضا خان

بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر فیاض کاوش ہے

رضا انٹرنیشنل اکیڈمی صدیقی آباد  
ملع حیدر آباد

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۶۴۳۵۰

## فہرست

- ۹ خاندانی پس منظر  
۱۰ بریلی شریف  
۱۰ پروادا  
۱۱ وادا  
۱۱ والد ماجد  
۱۲ ولادت  
۱۲ نام نامی  
۱۲ گھریلو حالات  
۱۳ بچپن اور لڑکپن  
۱۳ تعلیم  
۱۵ پہلا حج  
۱۶ دوسرا حج  
۱۷ الدولۃ المکیۃ  
۱۸ دربار حبیب میں حاضری  
۱۹ معمولات زندگی

- مصنف پروقیس فیاض احمد خاں کادش  
تصنیف مختصر سوانح امام اہل سنت  
ناشر رضا انٹرنیشنل اکیڈمی  
اشاعت اول  
طباعت ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء  
تعداد ایک ہزار  
قیمت دعائے سخی معادنین و اراکین  
سلسلہ اشاعت پانچ

### ملے کا پتہ

نوٹ :- بیرونجات کے حضرات ۲ روپے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں۔

## رضا انٹرنیشنل اکیڈمی

محلہ حسین آباد، امام احمد رضا اسٹریٹ صادق آباد ضلع رحیم یار خاں  
کوڈ نمبر ۶۴۳۵۰ پنجاب (پاکستان)

۲۰	انگریزی سے نفرت
۲۱	خوش مزاجی
۲۱	اللہ رسول کی ڈھال
۲۲	ترجمہ قرآن
۲۳	تفسیر قرآن
۲۴	علم حدیث
۲۴	علم فقہ
۲۵	اقبال کا خراج تحسین
۲۷	تیزی تحریر
۲۸	خوش فہمی
۲۸	علم مناظرہ
۲۹	علم رجال
۲۹	تاریخ گوئی
۲۹	شعر و شاعری
۳۰	سائنسی علوم
۳۱	علم الاعداد
۳۱	علم جفر
۳۱	علم تنکیر
۳۱	حساب
۳۱	جیومیٹری
۳۱	الجبر
۳۱	ڈاکٹر

۳۱	ضیاء الدین کا خراج تحسین
۳۲	علم توقیت
۳۲	اردو میں سائنس
۳۳	کثرت تصانیف
۳۳	سیاست
۳۷	وصال پاک



## انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے شفیق استاد محترم محقق  
اہلسنت ماہر رضویارت ڈاکٹر پروفیسر مولانا محمد مسعود احمد  
صاحب نقشبندی مجددی فاروقی مدظلہ العالی کے نام  
نامی اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل  
کر رہا ہوں جن کے حقائق نگار قلم سے اسرار و  
رموز کے سوتے پھوٹتے ہیں اور روحانیت و  
معرفت کے چشمے ابلتے ہیں۔

خادم اہلسنت  
فیاض کاوش

## تقدیم

فاضل مصنف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش زید مجدد پاکستان کے صاحب طرز  
ادیب و شاعر اور اہل سنت کے نامور قلم کار ہیں۔ اُن کے قلم میں جلال بھی  
ہے اور جمال بھی۔ اُن کا ذہن صاف اور دل پاک ہے۔ اُن کا مزاج  
شادمانہ، طبیعت فقیرانہ، معیشت و معاشرت قلندرانہ ہے۔ وہ ایک سچے  
مسلمان اور کھرے انسان ہیں۔ اُن کی تحریر دل نواز، اُن کی باتیں جان  
نواز۔ جب وہ بولنے یا لکھنے پر آتے ہیں۔ مصلحتوں کو سامنے نہیں رکھتے  
بولتے اور لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اُن کے قلم میں بلا کی روانی ہے۔ وہ  
ایک بے خوف اور نڈر انسان ہیں۔ ایسے انسان نایاب نہیں تو کم یاب  
ضرور ہیں۔

عالمی جامعات و کلیات کے اساتذہ گذشتہ بیس برس سے امام احمد رضا  
پر لکھ رہے ہیں۔ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش کا بھی یہ محبوب موضوع  
ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا پر لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔ پیش نظر  
کاوش بھی انہیں کے رشحات قلم کی ممنون ہے۔ اس مقالے میں اس دور کے  
قاری کی ضرورت اور فرصت کو سامنے رکھتے ہوئے نہایت اختصار کے ساتھ مؤثر  
انداز میں امام احمد رضا کے سوانحی خدوخال پیش کئے گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ فاضل  
مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس خدمت کو قبول فرما کر دارین میں اُن کے مراتب  
درجات بلند فرمائے۔ آمین !

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ  
پرنسپل  
گورنمنٹ ڈگری کالج  
سکمر (سندھ)

۲۸، جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ  
۲۶، جنوری ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## امام اہلسنت کا خاندانی پس منظر

حضرت امام احمد رضا بریلوی کا تعلق ”بریلی“ کے ایک خوشحال گھرانے سے تھا۔ زمینداری سے رہنما زندگی بسر ہوتی تھی۔ آپ کا خاندان دینی علوم کے ساتھ ساتھ عشق رسول سے بھی سرشار تھا۔ وہ پٹھانوں کے معزز قبیلے ”بریلوی“ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے بزرگ اعلیٰ — حضرت محمد سعید اللہ خان علیہ الرحمۃ — مغلیہ سلطنت کے زمانہ میں — ”قندھار“ (کابل) سے نادر شاہ کے ساتھ لاہور آئے تھے۔ یہاں وہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز رہے لاہور کا ”شیش محل“ انہیں کی ملکیت تھا۔ پھر لاہور سے کشمیر ہزاری منصب پر رچے ہزار گھر سوار شکر کے سالار بن کر دہلی چلے گئے۔ وہاں اپنی اعلیٰ جنگی صلاحیتوں کے سبب — شجاعت جنگ — کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے محمد سعادت یار خان صاحب دہلی سے کسی فوجی مہم پر بریل گئے۔ مہم میں کامیاب و فتیاب ہونے کے بعد ”بریلی“ کی صوبیداری کا شہی پروانہ ملا اس



کے بعد ان کے بیٹے حضرت اعظم خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بریلی ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ کچھ دن حکومت کے عہدہ وزارت پر بھی فائز رہے پھر امپریسلٹنٹ سے الگ ہو کر وہاں گورنر نشینی اختیار کر کے یاد اللہ میں مشغول ہو گئے اور ولی کامل ہوئے۔ بریلی میں آپ کا نزار زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا شمار صاحب کرامت ادیباء میں ہوتا ہے۔

شہر بریلی (روہیلکھنڈ) بھارت میں واقع ہے۔  
**بریلی شریف** — اگرچہ شہر بریلی بمقابلہ دہلی، لکھنؤ، اگرہ قصبہ ہے مگر کبھی یہ عالموں، حکیموں، شاعروں، خوش نویسوں سے خالی نہیں رہا۔ بریلی میں علوم اسلامی کے عروج کا زمانہ حافظ الملک کے عہد سے شروع ہوتا ہے جبکہ روہیلکھنڈ میں پانچ ہزار علماء مساجد و مدارس میں درس دیتے تھے۔

**حضرت پر واد اصحاب** — حضرت محمد اعظم خان صاحب علیہ الرحمہ کے سعادت مند بیٹے۔ حافظ محمد کاظم علی خان صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار ہوئے۔ آٹھ گاؤں کی جاگیر کے مالک تھے۔ دو سو سوار کا دستہ آپ کی خدمت میں ہر وقت تیار رہتا تھا۔ ان کے صاحبزادے۔ حضرت محمد رضا علی خان علیہ الرحمہ بے مثل عالم، ولی کامل اور قطب وقت ہوئے جو امام احمد رضا خان قدس سرہ کے واداجان تھے۔ آپ کے خاندان میں انہی کے زمانہ میں حکمرانی کا دور ختم ہو کر فقر و درویشی کا رنگ غالب آیا۔

**حضرت داداجان** — قطب زمان حضرت مولانا شاہ محمد رضا علی خان علیہ الرحمہ رحمہ۔ ۱۸۶۵ء (۱۲۸۳ سال) کی عمر میں تمام دینی علوم سے فارغ ہو چکے تھے۔ علم فقہ میں غلصہ جہارت اور تصوف میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے بڑے عابد و زاہد تھے کشف و کرامت میں روہیلکھنڈ کے بزرگ ترین علماء میں شمار ہوتے تھے۔ تواضع اور سخاوت میں مشہور تھے آپ کے لائق فرزند حضرت مولانا شاہ محمد تقی علی خان علیہ الرحمہ ہوئے جو علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔

**حضرت والد ماجد** — امام احمد رضا کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد تقی علی خان علیہ الرحمہ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد قطب زمان حضرت مولانا شاہ محمد رضا علی خاں علیہ الرحمہ سے دینی علوم حاصل کرنے کے بعد ساری عمر عقائد کی اصلاح میں گذاری۔ بریلی میں ایک مدرسہ قائم کیا اور اس کا تاریخی نام "مصابیح التہذیب" (۱۲۸۹ھ) رکھا علاء محمد حسن علی آپ ہی کے شاگرد تھے جن کے خطابات علمی بہت مشہور ہوئے۔

حضرت مولانا تقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں سے کچھ کتابیں بڑی زبردست ہیں، خاص طور پر۔ الفتاۃ النقیبہ۔ وسیلۃ النجات۔ اذالۃ الادلہ۔ توحید الایقان۔ الملتی البرکس۔ اور سرور القلوب بہت مقبول ہوئیں۔ آپ کی زندگی درویشانہ تھی۔ غریبوں پر بڑے مہربان تھے مگر امیروں سے کنارہ کش رہتے تھے۔ اپنے دور کے بڑے پائے کے عالم اور ولی کامل تھے۔

آپ نے اپنی آخری تحریر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یادگار چھوڑی  
اور آخری کلمہ۔ اللہ۔ ارشاد فرمایا۔

وصال کے وقت حاضرین نے دیکھا کہ آپ کے سینے سے ایک  
نور بلند ہوا اور چہرے پر بچل کی طرح چمک کر غائب ہو گیا اس وقت روح  
پر داڑ کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**ولادت شریف** امام احمد رضا کی پیدائش ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو شہر  
بریلی ریلوے بھارت میں ہوئی گویا کہ ۱۸۵۶ء کے  
خونی انقلاب کے ساتھ ہی قدرت نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا انتظام فرمایا  
نام نامی اہم گرامی آپ کے دادا جان نے آپ کا نام۔ ”احمد رضا“  
رکھا بعد میں خود آجپے اپنے نام کے ساتھ  
عبدالمصطفیٰ سے کا اضافہ کیا جس سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ آپ کی بے پناہ محبت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے اس طرح  
آپ کا پورا نام ہے ”اعلیٰ حضرت“ مجدد ملت الحاج حافظ قاری عبدالمصطفیٰ  
شاہ محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی قادری

**گھریلو حالات** امام احمد رضا نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ دینی  
اور دنیاوی دونوں لحاظ سے معزز تھا۔ آپ  
خاندانی زمیندار تھے۔ شہر میں بہت سی دکانیں اور مکانات تھے۔  
جن سے کرایہ آتا تھا۔ مگر غریبوں اور بیواؤں سے کرایہ نہیں لیا جاتا تھا۔  
آپ کے گھر سے کوئی سائل کبھی خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ ناداروں، بیواؤں،  
اور یتیموں کے فطیرے مقرر تھے۔ باہر کے ضرورت مندوں کو بذریعہ  
منی آرڈر رقم پہنچائی جاتی تھی۔ گھر میں دینی ماحول تھا۔ گھر سے باہر

حضرت والد ماجد کا مدرسہ چل رہا تھا۔ فطری طور پر آپ بھی علم و عمل  
کی طرف مائل تھے اس پر اللہ کا یہ فضل کہ دینی ماحول اور دنیاوی ضرورتوں  
سے بے نیازی۔ اس طرح زندگی میں چار چاند لگ گئے۔

**بچپن اور لڑکپن** آپ بچپن ہی سے دنیاوی آلائشوں سے پاک  
تھے۔ فطرتاً دین کی طرف مائل تھے دوسرے  
لڑکوں کی طرح کھیل کود کی طرف ذرا دھیان نہ دیتے تھے۔ پڑھنے لکھنے  
کے شوقین تھے۔ حافظ کا یہ عالم تھا کہ پڑھتے پڑھتے یاد کر لیتے تھے۔ اسی وقت  
استاد کو حرف بحرف سنا دیتے۔ یہ دیکھ کر استاد محترم دنگ رہ جاتے  
۔ ایک دن وہ فرمانے لگے

”احمد میاں! یہ تو کہو کہ تم آدمی ہو یا جن مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر  
تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی“

آپ اپنی اس حیرت انگیز ذہانت کے سبب جلد جلد علم کی اعلیٰ  
منزلتیں طے کرنے لگے۔

**تعلیم** آپ کی علمی استعداد دیکھ کر علماء وقت حیران تھے۔  
• چار سال کی ننھی سی عمر میں پورا کلام پاک ناظرہ پڑھ لیا  
• چھ سال کی چھوٹی سی عمر میں حید میلہ النبی کے موقع پر ایک بڑے مجمع  
میں سیرت پاک پر طویل تقریر کر کے سب کو حیرت زدہ کر دیا۔

• چودہ سال سے بھی کم عمری میں پورے عالم بن گئے اور بحیثیت مفتی  
فتویٰ بھی جاری کرنے لگے۔

• خداداد قوت حافظہ ہی کے سبب آپ کو چودہ سو برس تک کت ابیں  
حفظ تھیں۔





”یہ اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھتا ہوں۔ آپ ”ضیاء الدین“  
 بر دین کی روشنی ہیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ محترم بڑی شفقت سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر  
 آپ کو اپنے گھر لے گئے۔ اپنے دستخط خاص سے کتب ”صحاح ستہ“  
 کی اسناد اور سلسلہ قادریہ کی خلافت خاص عطا فرمائی۔

اس کے علاوہ اس نورانی سفر میں فاتح و مابہ حضرت علامہ سید  
 احمد ذہبی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ (مفتی شافعیہ) اور شیخ عبدالرحمن سراج  
 مکی رحمۃ اللہ علیہ (مفتی حنفیہ) نے بھی آپ کو — حدیث، تفسیر اور فقہ و اصول  
 کی اسناد خاص سے سرفراز فرمایا۔ دیگر علمائے حجاز نے بھی آپ کی بڑی  
 عزت افزائی فرمائی۔

دوسرا حج تشریف ۱۹۰۵ء میں آپ دوبارہ حج بیت اللہ شریف  
 کی سعادت حاصل کرنے تشریف لے گئے

— عرب عجم میں آپ کی کامیاں اور سرفرازیاں دیکھ کر آپ کے مخالفین  
 جلتے بیٹھے تھے۔ یہاں آکر آپ کو گھیر لیا آپ کے خلاف شریف مکہ کے  
 بھی کان بھرے اور ایک استفناء علم غیب پر پیش کیا۔ اور دودن  
 کے اندر اندر جواب طلب کیا۔ یہاں طویل سفر کے سبب آپ کی طبیعت پہلے  
 ہی سے نامساں تھی آپ بخار میں گرفتار تھے اور پھر نہ کوئی عمریری یا دوا داشت  
 قریب نہ ہی حوالہ کی کوئی کتاب پاس — !!

لیکن وہ جو آپ کے بارے میں کسی عرب عالم نے کہا تھا کہ وہ آپ تو  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں۔

چنانچہ اعجاز مصطفیٰ ظاہر ہوا (اپنی ضد ادا صلاحیت سے کام لے کر  
 آپ نے آٹھ گھنٹے میں مطلوب سوال کے جواب میں ایک پوری کتاب تصنیف  
 فرمادی — ایسی بے مثال و لازوال تصنیف جو چار سو صفحات پر پھیلی  
 ہوئی ہے جسے دیکھ کر علمائے عرب حیران رہ گئے۔ اور آپ کے مخالفین  
 نادوم و شرمسار ہوئے خود شریف مکہ نے تعریف کی اور علمائے وقت نے  
 اس پر زور و اتقار نظر لکھیں۔ و مابہ پر اوس ٹپ گئی۔

آپ کی اس معرکہ الآرا تصنیف کا نام بھی ایسا  
**الدولة المکیة** معرکہ الآرا ہے جس سے کتاب کا اصل موضوع  
 اور سنہ تصنیف بھی معلوم ہو جاتا ہے یعنی

”الدولة المکیة بالمارة الغیبیة“

اس کتاب کو پڑھ کر علمائے عرب نے آپ کی بے حد و حساب قدر  
 افزائی فرمائی۔ آپ کے بڑے چڑھے علم و فضل سے متاثر ہو کر آپ  
 کو بڑے بڑے القاب و آداب اور خطابات سے نوازا جس سے حمام  
 الحرمین کی تعریف بھری پڑی ہیں) بالآخر متفقہ طور پر سب نے آپ کو  
 اپنا امام تسلیم کر لیا۔ اپنی کتب پر آپ سے تقرنظیں لکھوائیں۔ آپ  
 سے فقہ و حدیث کی سندیں لیں اور آپ کے سلسلہ ارادت میں داخل  
 ہو کر خلافت و اجازت کے پر وانے حاصل کئے۔

غرضیکہ امام اہل سنت نے متنازعہ موضوعات پر قلم برداشتہ  
 لکھ کر عجم و عرب میں اپنی لیاقت کا سک بٹھا دیا۔ ایسی فیض و بلیغ عربی  
 لکھتے تھے کہ اہل عرب رشک کرتے تھے۔ مگر ان کی اصل دولت

توحید رسول تھی جس کی بدولت ہی رب تعالیٰ کا یہ فضل خاص تھا۔ !  
آخر کار حافظ الکتاب الحرم علامہ سید اسماعیل خلیل الملک علیہ الرحمہ  
نے آپ کو اس صدی کا ”مجدد“ قرار دیا ہے  
اور شیخ موسیٰ علی شامی ازہری علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو ملت  
اسلامیہ کا مجدد مقرر کیا ہے

### دیباچہ حبیب اللہ علیہ السلام ہیں حاضری

مکہ معظمہ کی حاضری سے مستفیض ہو کر امام اہل سنت زیارت طیبہ  
کے لیے روانہ ہوئے، مدینہ منورہ پہنچ کر جب آپ روضہ رسول پر لڑتے  
کھینچتے اپنا بیقرار دل لیے ہوئے حاضر ہوئے تو یہاں نظر کر ایسی نعمت  
شریف پڑھی کہ سردہ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاشق زار کو  
کھلی آنکھوں اپنا دیدار کرایا۔ تاریخ میں یہ کرم خاص کبھی آدھی پہلی ہو رہا ہے۔  
وہ یہ منصب بلند ملاحظہ کول گیا؟

غرض کہ زیارت رسول سے سرشار و مستانہ وار جب باہر تشریف  
لائے تو۔

علماء و قلعہ اہل بازار تک کو آپ نے اپنی زیارت و ملاقات  
کا مشتاق پایا۔ چنانچہ صبح سے عشاء تک آپ کے پاس علمائے مدینہ  
کا ہجوم رہتا۔ ملاقات و زیارت کرنے والوں کی بھیڑ بار بار نہ بچے  
تک بگی رہتی۔

مدینہ منورہ میں امام اہل سنت کی عزت افزائی کا آنکھوں دیکھا  
احوال حضرت مولانا عبدالکیم مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں :-  
”میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ ہندوستان سے  
ہزاروں اہل علم آتے ہیں۔ وہ شہر کی گلی کو چوں میں جوتیاں چٹارتے، مارے  
مارے پھرتے ہیں، کوئی ان کو مڑ کر بھی نہیں دیکھتا۔ لیکن فاضل بریلوی  
کی شان ہی عجیب ہے یہاں کے علماء اور بزرگ سب ہی ان کی طرف جوق  
در جوق چلے آ رہے ہیں اور ان کی تعظیم میں بصد تعجیل کوشاں ہیں۔  
یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔“

معمولات زندگی  
انام احمد رضا بریلوی جسامانی طور پر دبلے پتلے  
تھے۔ غذا برائے نام تھی ہر وقت کتا میں لکھتے  
اور فتوؤں کے جواب دینے میں لگے رہتے تھے لیکن نماز ہمیشہ باجماعت  
پڑھتے تھے۔ مسواک ضرور کرتے۔ نماز بڑے اہتمام سے پورے کپڑوں کے  
ساتھ عمامہ باندھ کر پڑھتے تھے انتہا یہ ہے کہ سہ سخت بیمار ہوتے تب  
بھی مسجد ہی میں آکر جماعت سے نماز ادا فرماتے۔ فرض روزوں کے علاوہ  
اکثر نفل روزے بھی رکھتے۔ سلام کرتے میں ہمیشہ پہل کرتے۔ کسی چیز کے  
لینے اور دینے کے لیے ہمیشہ سیدھا ہاتھ استعمال فرماتے۔ کبھی زوردار  
قیقہ لگا کر نہ سنتے۔ خوشی کے وقت بس تبسم فرماتے قبلہ کی طرف منہ کر کے  
کبھی نہ تھوکتے، نہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلاتے۔ ایک پاؤں دوسرے پر رکھ  
بیٹھنے کو ناپسند کرتے، سخاوت بہت کرتے، جو مسکین دروازے پر آتا خالی

ہاتھ نہ جاتا، غریبوں، طالب علموں، ناداروں، یتیموں اور بیواؤں کے وظائف مقرر تھے۔ روپیہ بچا کر رخصتے کے عادی نہ تھے جو آتا تقسیم فرما دیتے کبھی اتنی رقم جمع نہ رہ پائی کہ زکوٰۃ لاگو ہوتی۔ طبقہ علماء میں ایسا سنی کسی کو نہ پایا۔ علم و عمل کی انتہائی بلندیوں پر پہنچنے کے باوجود بچوں پر بڑی شفقت فرماتے۔ طالب علموں کی بڑی قدر کرتے۔ عالموں کا حد درجہ احترام فرماتے۔ اور سادات کرام کے قدموں میں تو کچھ کچھ جاتے۔ ذکر رسول کی محفل میں بڑے ادب سے دو زانو ہو کر بیٹھتے۔ چار چار پانچ پانچ گھنٹے تقریر کرتے مگر زانو کبھی نہیں بدلتے۔ چلتے وقت آستہ قدم اٹھاتے اور نگاہیں نیچی رکھتے۔ جب جمائی لیتے تو دانتوں میں انگلی دبا کر آواز پیدا نہ ہونے دیتے۔ لفظ ”محمد“ ”سکر“ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ ضرور فرماتے۔ سوتے وقت جسم مبارک لفظ ”محمد“ کی شکل میں کر لیتے۔ غرض سرتے جاگتے حب رسول میں سرشار تھے تمام عمر شریعت کے پابند رہے اور زندگی کا ہر لمحہ سنت کی پیروی میں گزارا۔ اعلیٰ حضرت کو انگریز سے اس قدر نفرت تھی کہ انگریز سے نفرت انہوں نے تمام عمر لفافے پر ڈاک کا ٹکٹ لٹا لگایا یعنی تاج والا حصہ خیمے کی طرف رکھا۔ اس طرح آپ فرماتے تھے کہ میں نے انگریز کا سر بچا کر دیا۔

امام اہل سنت کو انگریز سے نفرت و بیزاری اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی تھی۔ یہی آپ کے بعد آپ کے صاحبزادوں، شاگردوں اور خلفاء میں منتقل ہوئی۔ چنانچہ آپ کے ہم عصر سید الطاف علی بریلوی شہادت دیتے ہیں کہ:-

”انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی۔ شمس العلماء قسم کے خطاب وغیرہ کو حاصل کرنے کا، ان کو یا ان کے صاحبزادگان کو کبھی تصور بھی نہ ہوا۔“

آپ نے اپنی ساری زندگی میں کبھی کسی انگریزی عدالت میں حاضری نہ دی۔ کچھری سے سسن جاری ہونے مگر آپ کسی صورت حاضر عدالت نہ ہوئے۔

”بلکہ مسلمانوں کو بھی یہی تلقین فرماتے تھے، ”کیا اچھا ہوتا کہ مسلمان اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے اپنے سب مقدمات خود فیصل کرتے۔ یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے ہیں۔ گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔ اعلیٰ درجہ کا زہد و تقویٰ اور علمی مصروفیات رکھنے خوش مزاجی کے باوجود آپ کے مزاج میں خشک نہ تھی بلکہ آپ طبیعتاً نہایت ہنس مٹھ اور خوش مزاج تھے چنانچہ ایک مرتبہ کس ہندو مصنف نے اپنی کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی۔ اس کتاب کا نام تھا۔ ”آریہ دھرم پر چار“۔ آپ نے اپنی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتاب کے نام کے آگے موٹے قلم سے لکھ دیا۔ ”حرف“۔ اب اس کتاب کا نام یوں ہو گیا۔ ”آریہ دھرم پر چار حرف“۔

اللہ رسول کی ڈھال آپ کے علم کی ایسی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ



کسی کو آپ سے مناظرہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یوں سانسے تو لبس چلتا نہ تھا۔ مخالفین آپ کو گالیوں کے گمنام خطوط لکھ کر بھیجا کرتے تھے جن کو پڑھ کر آپ بالکل غصہ نہ کرتے تھے بلکہ بڑی دلجمعی سے فرماتے تھے۔ ”میری ذات پر حملہ کریں تو میں شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین حق کے لیے سپر بنایا کہ وہ جتنی دیر مجھے کوسے، گالیاں دیتے، بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اتنی دیر اللہ رسول کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں۔“ اُدھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں گذرا کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہونے ہی کے لیے ہے بلکہ ان پر نثار ہونا ہی عزت ہے۔

ترجمہ قرآن۔ کنز الایمان“ ۱۹۱۱ء میں امام اہل سنت نے قرآن پاک کا شہ نادر ترجمہ ”کنز الایمان“ کے نام سے کیا جو عشق و ایمان کا شہکار ہے۔ اور تراجم قرآن کے ذخیرے میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں روح قرآن رواں دواں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کے ترجمہ کے لیے صرف ”علم و دانش“ ہی درکار نہیں ہوتے بلکہ ”عشق و محبت“ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ ترجمے کے دوران بہت سے ایسے نازک موقع آتے ہیں کہ پاس ادب کے ساتھ دواں سے گنبد جانا آسان کام نہیں ہوتا۔ مگر امام اہل سنت، عشقِ مصطفیٰ کے طفیل اس پھر اُط ادب سے ہلک جھپکتے گذر گئے آپ کے ترجمہ کا کمال یہ ہے کہ جن ”اشکال“ اور ان کے ”حل“ کو مفسرین کئی کئی صفحات میں جا کر بمشکل بیان کر پاتے ہیں۔ آپ نے اسے اپنے ترجمے کے چند

لفظوں میں کھول کر رکھ دیا ہے۔ گویا آپ نے۔ تفسیری ترجمہ۔ فرمایا جو مختصر ہونے ہوئے جامع بھی ہے! چنانچہ ماننا پڑے گا کہ: قرآن مجید کے اس ترجمے میں زبان و بیان کی شگفتگی موجود ہے اور یہ عام فہم بھی ہے۔ اس میں اعلیٰ حضرت کا شاعرانہ ذوق، عالمانہ بصیرت، ایمان کی پختگی، محبتِ رسول اور ادب کے جوہر نمایاں ہیں۔

چنانچہ مخالفین بھی اعتراف کرتے ہیں کہ: ”اُردو زبان میں سب سے بہتر ترجمہ۔ مولانا احمد رضا خاں کا ہے۔ اپنے بولفظ ایک جگہ رکھ دیا ہے اس سے بہتر لفظ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔“

غرضیکہ امام اہل سنت کے ترجمہ قرآن کی شان میں اپنے پرانے سب ہی رطب اللسان ہیں!

تفسیر قرآن سورۃ والضحیٰ کی چند آیتوں کی تفسیر چھ سو صفحات سے بھی تجاوز کر گئی۔ زندگیاں ملتیں تو مکمل تفسیر لکھتے۔ ایک زندگی تو قرآن پاک کی ایسی تفسیر کے لیے کافی نہ تھی۔

علم حدیث میں آپ کا مقام اس قدر بلند ہے کہ خود حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا رحمن علی صاحب اور مسلک دیوبند کے جہد عالم نظام الدین احمد پوری آپ کی شان میں جن ندیں خیالات کا اظہار فرمایا اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔



آپ نے دور طالب علمی ہی میں فتویٰ نویسی شروع کر دی  
**علم فقہ** تھی۔ اسٹڈی فتویٰ نویسی میں بڑی مہارت حاصل کر لی تھی۔  
 چنانچہ فتویٰ نویسی میں آپ کا کوئی جواب نہ تھا۔ دنیا بھر سے اس قدر  
 فتوے آتے تھے کہ کسی مفتی کے پاس اس قدر فتوے آتے نہ سہے۔ ایک  
 وقت میں پانچ پانچ سو فتوے آ جاتے۔ آپ سب کا بروقت جواب دیتے  
 جو فتویٰ جس زبان میں آتا، جواب بھی اسی زبان میں دیا جاتا۔ انگریزی زبان میں  
 بھی فتوؤں کے جواب تفصیلی طور پر ریکارڈ پر موجود ہیں۔ حتیٰ کہ منظوم فتوؤں  
 کے جواب منظوم ہی دیئے گئے ہیں۔ اگر موسم گرما میں آپ پہاڑوں پر گئے  
 ہوتے تو وہاں حوالہ کی کتاب بھی پاس نہ ہوتی پھر بھی فتوؤں کے جواب آپ  
 قلم برداشتہ، مدلل اور حوالوں کے ساتھ دیتے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی زبانی سوال  
 کرتا تو آپ برجستہ زبانی جواب دیتے اور کبھی نہ کہتے کہ کتاب دیکھ کر بتاؤں  
 گا۔ آپ کا دماغ کیا تھا "کمپیوٹر" تھا۔ کمپیوٹر سے بھی غلطی ہو سکتی ہے مگر آپ  
 کے ذہن سے چوک نہ ہوتی تھی! اللہ تعالیٰ نے عجب ذہن رسا عطا فرمایا تھا۔  
 دیکھنے والے دنگ تھے۔ سننے والے حیران اور دشمن پریشان رہ جاتے۔

مخالفین کو بھی یہ تسلیم ہے کہ فقہ میں آپ کی نظیر آنکھوں نے نہیں دیکھی چنانچہ  
 مولوی نظام الدین احمد پوری جو علمائے دیوبند میں سے کسی کو اپنا ہم پلہ نہ پاتے  
 تھے ان کے سامنے علم حدیث و فقہ سے متعلق امام احمد رضا کی تحریر پڑھ کر سائی  
 گئی تو وہ بے ساختہ پکار اٹھے۔

"علامہ شافعی اور صاحب فتح القدیر۔ تو مولانا (احمد رضا خاں بریلوی)  
 کے شاگرد ہیں۔ یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں۔"

مولانا محمد یوسف پوری کے والد بزرگوار مولانا محمد ذکریا شاہ صاحب نے  
 فرمایا:

"اگر اللہ تعالیٰ احمد رضا خاں بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں  
 حنفیت ختم ہو جاتی۔" ۱۵۱

مشکل سے مشکل فتوے کا جواب آپ پک جھپکتے لکھوا دیا کرتے تھے  
 ربانی طور پر ارشاد ہوتا کہ الماری سے فلاں کتاب نکال کر ورق الٹنے کے بعد  
 اتنے صفحات اور سطروں کے بعد یہ مضمون ہوگا، اسے نقل کر لو۔ اس طرح آپ  
 کی ذہنی صلاحیت دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے!

مسلم پرسنل لاء کے مصنف، ہندوستان کے  
 فتاویٰ رضویہ مشہور پارسہ ماسٹر قانون پروفیسر ملانے کہا:

"فتاویٰ عالمگیری کے بعد فقہ اسلامی کی دوسری عظیم کتاب فتاویٰ رضویہ ہے۔"

امام اہلسنت کی شان فقہیت کو

ڈاکٹر اقبال کا خراج تحسین ڈاکٹر اقبال نے یوں خراج تحسین

پیش کیا ہے:

"ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقہیت اور

علوم دینیہ میں شجر علمی کے شاہ عدل ہیں۔ ان کے فتاویٰ سے اندازہ ہوتا ہے

کہ وہ کس قدر "علیٰ اجتہادی صلاحیتوں" سے بہرہ ور تھے اور پاک و ہند تائبہ

روزگار فقیہہ تھے۔"

علامہ اقبال کے بیان کی شہادت امام اہل سنت کے فتاویٰ کا مجموعہ —  
 فتاویٰ رضویہ — دے رہا ہے جو آپ کا علمی شاہکار اور فقہ کا بحر ذخار ہے۔  
 یہ بڑے سائز کی بارہ جلدوں میں پھیل چکا ہے۔ جس کی ہر جلد جہازی سائز  
 کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور اکثر فتاویٰ تو خود تحقیقی مقالات کا حکم رکھتے  
 ہیں اور مستقل کتاب کی حیثیت کے مالک ہیں۔ اسے یوں سمجھئے کہ اگر ہندوستان  
 کے کسی بھی عالم کی ساری کتابیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے  
 میں صرف آپ کا — ”فتاویٰ رضویہ“ ہو تو یقیناً حضرت کا پلڑا بھاری رہے گا۔  
 اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ کے زمانہ کے تمام علمائے ہند کی ساری  
 کتابیں ترازو کے ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے میں صرف امام احمد رضا کی  
 کتب ہوں تو بھی آپ ہی کا پلڑا بھاری رہے گا۔

غرضیکہ مندرجہ بالا بیان میں علامہ اقبال نے امام اہلسنت کی جن ”اعلیٰ  
 اجتہادی صلاحیتوں“ کا اعتراف کیا اس کی ایک روشن مثال یہ ہے کہ جب کاغذ  
 کے نوٹ نئے نئے چلے تھے اور ان پر زکوٰۃ کا مسئلہ بھی بالکل نیا تھا کیونکہ  
 زکوٰۃ تو اصل میں چاندی سونے پر ہوتی ہے چنانچہ اس نئے مسئلہ میں علمائے  
 حرمین الجحہ رہے تھے آخر انہوں نے امام اہلسنت کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ  
 آپ نے بروقت مسئلہ میں تمام شکوک و شبہات اور اعتراضات کا ازالہ  
 کرتے ہوئے جو ابا ایسا فاضل مقالہ لکھ کر دیا کہ جسے پڑھ کر سب علماء عرب  
 حیران رہ گئے! جب فاضل جلیل مفتی حنفیہ حضرت علامہ عبداللہ بن صدیق نو امام  
 احمد رضا کی جانب سے دیے گئے حوالہ کے طور پر فتح القدیر کی اس عبارت کو  
 بڑھا: — ”لوباع کاغذ بالف یجوز ولا یکرہ“

(یعنی کوئی شخص اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے میں بیچتا ہے تو بلا کراہت جائز

ہے) تو وہ پھر ٹک گئے۔ جوش میں آکر اپنے زانو پر ہاتھ مار کر بولے:  
 ”افسوس! حضرت جمال بن عبداللہ مفتی اعظم مکہ معظمہ بھی اس نص صریح  
 سے کیسے غافل رہ گئے؟ ایک ہندی عالم نے کمال کر دکھایا۔  
 علمائے عرب پر آپ کی یہ کھلی فتح تھی۔ بعد میں اسی مقالے کو سامنے رکھ کر  
 جدید فکر کے حامل پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی نے انگریزی میں ایک مفید مقالہ لکھا  
 جو پاکستان میں بیکنگ کے لئے رہنما ثابت ہوا۔

اس طرح امام احمد رضا نے اپنی اجتہادی صلاحیتوں سے ثابت کر دیا کہ آپ  
 ”قدامت پسند“ ہوتے ہوئے ”جدید ذہن“ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے جدید  
 مسائل کو قدیم تحقیقات کی روشنی میں حل کیا درایت کے ساتھ روایت کا بہر حال  
 احترام فرمایا۔ جبکہ نئے ذہن اجتہاد کے شوق میں روایت سے بغاوت کر کے اسلام  
 کی فکری اساس کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور شفا اسلام سے کھینچتے ہوئے ذہنیں  
 شرماتے ہیں اس طرح اپنی علمی بے مائیگی اور عقلی دیوالیہ پن کا ثبوت بہم  
 پہنچاتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ بڑی برق رفتاری سے پوچھتے  
 تیزی تحریر بھی تھے اور بجلی کی تیزی کی طرح لکھتے بھی تھے۔ آپ  
 کی تحریر میں اس قدر تیزی اور روانی تھی کہ آپ کی تحریر کو چار آدمی نقل کرنے  
 بیٹھتے تھے حضرت ایک ایک ورق تصنیف کر کے انہیں دیتے جاتے —  
 یہ چاروں ابھی نقل کرنے نہ پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا۔  
 اس تیزی کے باوجود جو کچھ لکھ دیا سو لکھ دیا کبھی رجوع کرنے کی نوبت نہ

آئی اور پھر یہ بھی نہیں کہ یہ تحریریں سرسری قسم کی سطحی تھیں بلکہ انتہائی گہرائی لئے ہوئے، تحقیقی شان کی حامل تھیں۔ جنہیں پڑھ کر اہل علم دنگ رہ جاتے۔ امام اہلسنت نے مشکل سے مشکل موضوع پر قلم برداشتہ لکھا اور برجستہ دلائل کے انبار لگا کر لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔۔۔۔۔ قدرت کی طرف سے دماغ ایسا اعلیٰ پایا تھا کہ آپ کو وقت ضرورت کتابیں ٹٹونے کی ضرورت پیش نہ آئی تھی۔۔۔۔۔ رب تعالیٰ نے ایسی فکر سا بخشی تھی کہ جس مسئلہ پر قلم اٹھایا، اپنی خداداد صلاحیت سے بلا تکلف لکھتے چلے گئے معلوم یہ ہوتا تھا کہ مسائل کی کتابیں آپ کے سامنے کھلی پڑی ہیں اور علم و فضل کے بادلوں سے دلائل کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ ۱۸۵۶ء سے ۱۹۲۱ء تک آپ نے ۵۰ علوم و فنون پر ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں اگر انہیں آپ کی پینسٹھ سالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو ہر پانچ گھنٹے میں آپ ایک کتاب ہمیں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں گویا جو کام ایک ”کمپیوٹر انڈر لیسر“ انسٹیٹیوٹ کا تقادہ امام احمد رضا اکیلے انجام دے رہے تھے!

”وہ اپنی ذات میں اک انجن تھے“

امام اہل سنت خوش نویسی اور خطاطی میں بھی اپنا جواب خوش نویسی نہیں رکھتے تھے۔۔۔۔۔ طرح طرح کے رسم الخط بڑی دانی سے لکھتے چلے جاتے تھے۔ آپ کے نورانی مخطوطات شریف اس فن میر آپ کی مہارت کا علم کے آئینہ دار ہیں۔

بحث و مباحثہ اور علم مناظرہ میں آپ کی ایسی دھاک بیٹھی علم مناظرہ ہوئی تھی کہ ساری زندگی کوئی مخالف آپ کے مد مقابل آنے کی جرات نہ کر سکا نہ صرف یہ بلکہ آپ نے اپنے مسلک کے جواز میں جو تحریری مواد بہم پہنچایا ہے وہ مخالفین کے لئے آج بھی چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔

علم رجال میں وہ دستگاہ حاصل تھی کہ ایک ایک راوی کے علم رجال حالات نوک زباں پر تھے۔ شاید اسی وجہ سے آپ ایک ہزار سے زائد کتب لکھ سکے جن کا عمر بھر میں پڑھ لینا ہی مشکل ہے۔

تاریخ گوئی بڑی مہارت حاصل تھی چنانچہ جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا ہوتا اعلیٰ حضرت اتنی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرما دیا کرتے تھے: ”یالہ“

اس فن شریف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔۔۔۔۔ آپ نے اپنی تمام تصانیف کے نام تاریخی رکھے ہیں جن سے تصنیف معلوم ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ کیا مجال کہ عربی عبارت میں کوئی جھول پیدا ہو۔۔۔۔۔ یاروانی میں فرق آئے!۔۔۔۔۔

امام احمد رضا بریلوی ایک فطری شاعر تھے چنانچہ آپ شعر و شاعری شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے بلکہ۔۔۔۔۔

”تلمیذ الرحمن“ تھے۔ خود فرماتے ہیں۔

”قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی“

ادب و عروض کے بھی آپ خود استاد تھے غرضیکہ آداب شاعری سے پوری طرح آگاہ تھے اور فن شاعری پر پورا پورا عبور رکھتے تھے آپ کی امتیازی شان یہ ہے کہ آپ کے کلام میں سادگی و صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ۔۔۔۔۔ ”عشق رسول“ کی معراج پائی جاتی ہے۔ ”عشق و محبت“ کے ساتھ آپ ”زہد و تقویٰ“ میں بھی منفرد مقام رکھتے تھے۔ چنانچہ نعت گو شعراء



ہیں کوئی شاعر علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں آپ کا مد مقابل نظر نہیں آتا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ آپ کی نعت شاعری کوئی روایتی — یا رسمی شاعری نہیں بلکہ آپ کی نعت شاعری آپ کے دینی جذبات کی آئینہ دار ہے آپ کی شاعری کا ایک ایک لفظ عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہے — اس حقیقت کو اپنے تو اپنے غیر بھی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ ہندوستان کے مشہور نقاد کا لید اس لکھتے ہیں۔

”ان کے کلام سے ان کے ”کامل صاحب فن“ اور ”مسلم القیوت شاعر“ ہونے میں شبہ نہیں اور — ان کی نعت غزلیں تو ”مجتہدانہ“ درجہ رکھتی ہیں۔“  
غرضیکہ اپنے پرانے سب آپ کی عظمت فن کی داد دیتے ہیں۔

## سائنسی علوم

امام احمد رضا بریلوی اپنے دور کے جدید سائنسی علوم میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے مشہور سائنسدان نیوٹن اور آئن اسٹائن کے بعض نظریات کو باطل قرار دینے ہوئے اپنی تحقیقات پیش کیں۔ اس سلسلے میں آپ کی کتاب فوز مبین در رد حرکت زمین — بڑی فاضلانہ اور قابل مطالعہ ہے اس کے علاوہ آپ نے مشیگن یونیورسٹی (امریکہ) کے پروفیسر البرٹ - ایف - پورڈا کی تحقیقات کو لٹکارا اور انہیں غلط ثابت کر کے مغربی دنیا پر اپنی دھاک بٹھائی جس پر نیویارک ٹائمز کے شمس نے گواہ ہیں۔<sup>۱۹</sup>

علم الاعداد، علم جفر  
حاصل تھی چنانچہ بخارا (روس) سے مولوی عبدالغفار  
اور علم تکسیر۔ بخاری آپ سے علم جفر سیکھنے آئے علم تکسیر  
کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ سے مولانا سید حسین مدنی بریلی تشریف  
لائے اور سو سال بریلی میں آپ سے یہ علم حاصل کرتے رہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام احمد رضا بریلوی کے پاس حجاز، عرب اور روس تک سے طلباء علم کی پیاس بجھانے لگتے تھے۔ آپ کے علم و فضل کی سارے عالم میں دھوم مچ رہی تھی۔ غرضیکہ امام اہل سنت کے علوم و فنون کی فہرست بہت طویل ہے کئی فن تو ایسے ہیں کہ دور جدید کے بڑے بڑے عالم فاضل انہیں جاننا تو درکنار ان کے نام تک سے واقف نہ ہوں گے اور کئی علوم کے تو آپ خود ہی موجد تھے۔!

ریاضی، حساب اور الجبرا میں ان  
حساب، جیومیٹری اور الجبرا کی حیرت ناک مہارت کا یہ جیتا جاگتا  
ثبوت ہے کہ اپنے وقت کے مشہور ریاضی دان اور عالمی شہرت یافتہ ماہر  
حسابیات ڈاکٹر ضیاء الدین، وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ  
جیومیٹری اور حساب کی دشوار ترین الجھنوں کو سلجھانے کے لئے امام احمد رضا  
سے مدد لیا کرتے تھے۔!

ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب  
ڈاکٹر ضیاء الدین کا خراج تحسین فرماتے ہیں۔

”اتنا زبردست محقق عالم ان کے سوا شاید ہی ہو۔ اللہ نے ایسا علم دیا  
ہے کہ عقل حیران ہے دینی، مذہبی اور اسلامی علوم کے ساتھ ریاضی، فزکس



جبر و مقابلہ (جیومیٹری، الجبرا) اور توحیت (وقت کا علم) میں اتنی زبردست قابلیت و مہارت کہ میری عقل جس مسئلہ کو ہفتوں غور و فکر کے بعد حل نہ کر سکی، حضرت نے چند منٹ میں حل کر کے رکھ دیا۔  
صحیح معنوں میں یہ ہستی — ”نوبل پرائز“ کی مستحق ہے۔“ نٹہ

امام احمد رضا نے علم توحیت و وقت معلوم کرنے  
علم توحیت کے فن میں اس قدر مہارت ہم پہنچائی تھی کہ دن کو  
سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے تھے۔ اس طرح  
وقت بالکل صحیح ہوتا اور کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا۔!!  
اردو میں سائنس امام احمد رضا سائنس کے موضوعات پر بے شک  
بامعاورہ اور رواں اردو میں سائنس کی ابتداء  
امام اہلسنت نے ہی کی۔ اردو میں اپنی علمی تصانیف اور مقالات یادگار  
چھوڑے ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ عرصہ دراز تک پاکستان میں یہی بحث  
چلتی رہی کہ آیا اردو زبان جدید علوم کے بیان پر قادر ہے یا نہیں ہے  
مگر ۷۷ سال قبل امام احمد رضا نے — ”حرکت زمین کے رد میں“ — اردو  
زبان میں ایک ایسا محققانہ مقالہ لکھ دیا جو ایک سو سے زائد صفحات پر محیط  
ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ مقالہ ایسی بامعاورہ اردو اور روزمرہ میں لکھا  
گیا ہے کہ آج اسے پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ مولانا کو سائنسی گتھیوں کو سمجھانے  
میں کوئی وقت محسوس نہ ہوئی — قلم میں غصہ کی روانی ہے! —

دنیا سے اسلام میں تصنیف و تالیف کی کثرت کے  
کثرت تصانیف اعتبار سے ان کا کوئی مد مقابل پیدا نہ ہو سکا۔  
صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے زمانہ کے تمام مصنفین کی ساری کتابیں ترازو  
کے ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے میں صرف ایک اکیسے امام احمد رضا  
کی تصانیف کو رکھیں تو یقیناً حضرت ہی کا پلڑا بھاری رہے گا۔ بیشک  
امام اہلسنت ایک جہان علم تھے آپ نے ہر فن میں اپنی علمی یادگار چھوٹی  
ہے آپ نے نہ صرف علم فقہ، تفسیر، حدیث و تصوف وغیرہ پر کتابیں لکھیں  
بلکہ منطق، ہیئت، حساب و فلسفہ جیسے خشک مضامین پر بھی تحقیقی کتابیں  
تصنیف کیں اور پھر اس کے بالکل برعکس ادب و شاعری میں جذبات کا طوفان  
اٹھایا اور لطیف احساسات کا جادو جگایا ہے۔ عجب متفان و خوبوں کے  
مالک تھے۔ بقول ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب: وہ کون سا علم ہے جو انہیں  
نہیں آتا۔ ”وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں“ حضرت امام احمد  
رضا خوبوں کے مالک تھے۔ ”خیابان رضا“۔

## سیاسیات

حضرت امام احمد رضا کی سیاست، نور بصیرت کا آئینہ تھی آپ نے  
”دوقومی نظریہ“ اس وقت پیش کیا جبکہ ایک قومی نظریے نے سارے ہندوستان  
میں طوفان اتحاد برپا کر رکھا تھا اور بڑے بڑے علماء اور دانشور گاندھی کی  
آگدھی میں سوکھے پتوں کی طرح اڑ رہے تھے۔ اس دور میں تو خود غلام  
اقبال بھی ترانہ ہندی لکھ کر ہندوستانی قومیت کے گیت گار رہے تھے۔  
اور قائد اعظم محمد علی جناح اس وقت کانگریسی پلیٹ فارم سے ”ہندو مسلم اتحاد“

پر تقریریں فرما رہے تھے۔ جی ہاں! — مستقبل کا کسی کو اندازہ ہی نہ تھا — عاقبت نا اندیشی کا یہ عالم تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کے کانگریسی منور پے سے فقیہ اعظم دیوبند فتویٰ داغ رہا تھا کہ — ”قویں وطن سے بنتی ہیں“ —!

اور ادھر دہلی سے مفتی کفایت اللہ دیوبندی صدر جمعیتہ العلماء ہند کی طرف سے شاتم رسول شردھانند سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ”غازی عبدالرشید“ کو جنت کی خوشبو سے محروم ہونے کا اعلان کیا جا رہا تھا —!! بے توفیقی کی انتہا یہ کہ علی برادران — کی جانب سے — ہندو مسلم بھائی بھائی — کے فلک شکاف نعرے لگائے جا رہے تھے۔ بڑے فسوس کی بات یہ ہے کہ مولانا عبدالباری فرنگی علی جیسا علامہ وقت، اپنی آیات و احادیث میں گزری ہوئی زندگی کو گاندھی کی ہمت پرستی پر قربان کرنے پر حاضر رہا تھا! — بقول صحافی دوران میاں عبدالرشید:

”گاندھی کی آندھی نے جو خاک اڑائی تو اس میں بڑے بڑوں کے پاؤں اکٹھے گئے۔ اور مبنائی زائل ہو گئی“ —

ایسے کڑے وقت میں امام اہلسنت ہی نے — ”ایک قومی نظریہ“ — کی حقیقت واضح کی! — ”ہندو مسلم اتحاد“ — کا پردہ چاک کرتے ہوئے اسے حرام قرار دیا۔ گاندھی کی خیال کو مات دی!! — اور کانگریس کی — ”ہندوستانی قومیت“ — کے خواب کو چکنا چور کیا! — اس طرح — ”ملت اسلامیہ کی وحدت“ — کو پاش پاش ہونے سے بچایا! —! اپنا بچہ وقت کاٹو گھٹا ہے کہ!

”جس زمانے میں اچھے اچھے — ہندو دوستی — میں حد سے تجاوز کر رہے تھے — حضرت اس خطرے سے اُمت کو آگاہ فرما رہے تھے — اس سے آپ کی سیاسی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔“ —

(Non-Cooperation) ترک موالات کی اس تحریک کے دوران گاندھی جھگتوں نے اپنی ساری قوت سے — اسلامیہ کالج لاہور اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر بنارس ہندو یونیورسٹی اور ڈی۔ اے۔ وی کالج پر کچھ اثر نہ ہوا۔ دراصل یہ گاندھی کی چال تھی کہ مسلمانوں کے تعلیمی ادارے کو تباہ ہو جائیں اور عہدے بھی ختم ہو جائیں مگر ہندوؤں کے تعلیمی ادارے چلتے رہیں اور ان کے عہدے بھی بحال رہیں اس طرح تحریک ترک موالات اگر کامیاب ہو جاتی تو مسلمانوں کا دین ایمان بھی تباہ ہوتا اور دنیاوی جاہ منصب بھی برباد ہو جاتا! اپنا بچہ ترک موالات کے خلاف امام اہلسنت نے بروقت بصیرت افروز فتویٰ دیا کہ!

”ریل، تار، ڈاک ہماری ہی ملکیت ہیں ہمارے ہی رویہ سے بنے ہیں! تعلیم کا رویہ کیا انگلستان سے آ رہا ہے؟ — وہ بھی یہیں کا ہے، پھر بھلا اس سے فائدہ اٹھانا غیر شرع اور ممنوع کیوں —؟ اس الٹی عقل کا کیا علاج!“ —

تحریک ہجرت کے خلاف فتویٰ دیتے ہوئے امام اہل سنت نے اعلان کیا:

یہ ملک ہمارے آباد و اجداد نے بڑی قربانیوں کے بعد خون پسینہ ایک کر کے حاصل کیا ہے۔ ہم اسے چھوڑ کر کہیں کیوں جائیں۔ بھلا یہ کہاں کی دانائی ہے۔

دراصل امام اہل سنت کا یہ اعلان ہی دو قومی نظریے کا نقطہ آغاز ثابت ہوا جس نے بعد میں تحریک پاکستان کی صورت اختیار کر لی اور اسی کی بنیاد پر آگے چل کر پاکستان بن سکا۔ آپ نے اور آپ کے خلفاء نے پاکستان کے لئے راستہ ہموار کیا اور تحریک پاکستان کو دینی تحفظ عطا فرمایا۔ یہ آپ کی اسلامی غیرت، دینی حمیت اور سیاسی بصیرت کی بین دلیل ہے۔ غرضیکہ تعمیری پاکستان میں اعلیٰ حضرت کا فکری اور آپ کے خلفاء اور شاگردوں کا عمل حصہ ہے جس کا عشر حشر بھی کسی دوسرے مکتب فکر کے علماء کے حصہ میں نہیں آیا۔ تاریخی حقیقت ہے جسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔

ان تمام حقائق کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے مسلم قوم کو برہمی آواگون چکر سے نکالا اور مسلمانوں کو اسلامی نظریات کے سانچے میں ڈھالا۔ اس طرح وہ فقیہ اعظم منصب کے صحیح طور پر حقدار ہیں اور مجدد ملت کے زریں تاج کے وارث منتخب ہیں۔ امام اہل سنت کا سہرا انہی کے سر بچتا ہے اور مدبر اعظم کا طرہ انہی کو چھتا ہے۔!! غرضیکہ امام احمد رضا بریلوی نے اس دور پر فتن میں وحدت ملی کا چراغ بہر حال روشن رکھا۔ آپ کی پوری زندگی اسلامی

شخص کیلئے وقف ہو کر رہ گئی۔  
۱۔ آخر اسی کوشش میں انہوں نے سفر آخرت اختیار فرمایا۔  
۲۔ ”خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را“

## وصال پاک

امام احمد رضا کے وصال پاک کے واقعات بڑے حیران کن اور روح پرور ہیں۔ حضرت والا کو اپنے وصال پاک کی گھڑی کا پورا پورا علم تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنے وصال قبل قرآن پاک کی اس آیت کریمہ سے خود اپنی وفات کا مادہ تاریخ ”نکالا جو یقیناً الہامی تھا چنانچہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔

ویطاف علیہم بانیۃ من فضۃ واحواب

(ترجمہ: خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لئے انکو گھیرے ہیں) وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہتے وقت پوچھا۔ عرض کیا گیا کہ ایک بجکر ۱۵ منٹ ہو رہے ہیں۔ فرمایا:

گھڑی رکھ دو۔

پھر یکایک فرمایا: ”تصاویر ہٹا دو“

حاضرین کے دل میں خیال گذر کہ یہاں تصاویر کا کیا کام۔ جو دل میں یہ خطہ گذرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا: یہی کارڈ، نفاذی، روپیہ پیسہ وغیرہ پھر ارشاد ہوا:







- ۱۶- محمد ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی ص ۹۴  
 ۱۷- محمد ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مطبوعہ کراچی، ص ۱۴۱  
 ۱۸- المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء ص ۱۸۵  
 ۱۹- ڈاکٹر محمد مسعود احمد : حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی مطبوعہ سیالکوٹ ص ۱۱۱  
 ۲۰- " " " " اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۵۶-۵۹  
 ۲۱- " " " " حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی مطبوعہ لاہور ص ۸۵  
 ۲۲- میاں عبدالرشید : پاکستان کا پس منظر، مطبوعہ لاہور، ص ۱۲  
 ۲۳- محمد سرید احمد چشتی : ضیاء بان رضا، مطبوعہ لاہور - (مکتوب ۱۹۷۵ء)  
 ۲۴- رئیس احمد جعفری : اوراق گم گشتہ - مطبوعہ لاہور ص ۲۲۷

## مجددِ دوراں شاہ احمد رضا خاں صاحبِ قدس سرہ



قبلہ دین و کعبہ ایمان اعلیٰ حضرت مجددِ ملت  
 راحتِ قلب و رحمتِ یزداں اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

دشمنِ دشمنانِ دینِ متیں، آپ ہیں یارِ غارِ نبی !  
 صدقِ صدیق ہے زباں پر رواں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

فخرِ شمشیر ہے قلمِ ایسا، سرِ قلم جس سے نجدت کا ہوا  
 عدلِ فآرِ دقت ہے تجھ سے عیاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

حرمتِ دین پر حرف جب آیا کام آئی تری حیت ہی  
 پر تو شرم و غیرتِ عثمان، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

پنجہ ابلیس کا سر و ٹرا ہے، تو نے ناموسِ مصطفیٰ کی قسم !  
 جسراتِ حضرت علی کا نشان، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

غوث الاعظم کے عاشق صادق دین اسلام کا ستوں ہو تم  
آلفت اہلیت پر قربان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

قادریت کی آبرو ہو تم، تم ہونا موسیٰ اولیائے کرام  
سنتیت کا ہو نیر تاباں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

ا جب بڑھا ارض ہند کی جانب قند نجدت کا سیل رواں  
تھا قلم تیرا سد ہر طوفاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

تیری تاریخ ساز ہستی نے، زور نجدت کو توڑ دیا  
عہد حاضر پہ ہے ترا احسان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

بو حنیفہ کے علم کا جوہر، غوث الاعظم کے فقر کا گوہر  
نافع دین و دافع عصیاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

صحفیت کے حسین گلشن کو، اپنے تازہ لہو سے سنبھالے  
اہلسنت ہیں آپ پر نازاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

اجتہادی صلاحیت تیری، دور حاضر پہ ہوگی حاوی  
عہد نو کے سکون کا سامان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

جن مسائل میں اختلاف ہوا کیسی خوبی سے اُنکو سلجھایا  
درد ملت کا آپ ہیں درمان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

گفرو الحاد کے اندھیروں میں، ہوضیائے چراغ مصطفوی  
دین حق کے ہو، نیر تاباں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

کی درود و سلام کی تجدید، جب تغافل پرست بھول گئے  
عشق احمد کا یہ حسین عنوان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

مصطفیٰ کا ادب سکھاتے ہیں، راہ عشق نبی دکھاتے ہیں

آلفت اہل بیت پر نازاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

جذبہ عشق مصطفیٰ کے طفیل، پل صراط ادب گزریے ہیں

ترجمان حقائق قربان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

خوب کھولے دقائقِ قسراں، ترجمہ ہے سلیس اور آسان  
رہبرِ راہ منزلِ عسراں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

آپ "علمِ حدیث" کے ماہر، آپ کی ذاتِ فخر "علمِ رجال"  
حافظ ہے مثالِ وبے پایاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

اے کہ تو فخرِ بوجہِ حنفیہ ہے، ناز ہے تجھ پر خود فقہانیت کو  
کون تجھ سا ہے مفتیِ دوراں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

بارہ جلدوں میں موجزن پایا، وہ فقہانیت کا بحرِ بے پایاں  
ہے "فتاویٰ رضویہ" عنوان، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

ڈاکٹرِ سر ضیاء الدین جیسے ماہرِ فن نے استفادہ کیا  
اسے ریاضی کے بحرِ بے پایاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

آپ "فنِ عروض" کے ماہر، سب سے مقبولِ نعت گو شاعر  
حسنِ کامل ہے آپ کا دیوان، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

آپ کے ذہن کے شکنجے میں قید تھے نصفِ معلوم و فنون  
علم و حکمت ہے آپ پر نازاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

اک ہزار آپ نے کتب لکھیں، جن میں بکھرے ہیں علم کے گوہر  
عقل ہے اہل علم کی حیراں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

آپ گنجینہٴ حقائق ہیں اور خزانہٴ بھی ہیں دقائق کا  
حکمتِ لازوال وبے پایاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

زہد و تقویٰ و عشق و الفت کی آپ کی ذات اک مرقع تھی  
جس کا کوئی نہیں مقابل یاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

درس و تدریس کے فرائض کو آپ نے کمسنی میں اپنا لیا  
ابتداء سے تھا فیضِ علم رواں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

تھے جب علمائے سواد گداہے فرنگ اور کد تھیں اہل  
تو نے "دو قوم" کا کیا اعلاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

تیرے افکار ہی سے اسے بادی ہم نے جیتی ہے جنگ آزادی  
تیرا احسان ہے یہ "پاکستان" اعلیٰ حضرت مجدد ملت

بے یقینی کو دور کر دیجیئے مئے عشق نبی کو بھر دیجئے  
ساغر دل میں ساقی عرفا اعلیٰ حضرت مجدد ملت

حُرمتِ دامن نبی کی قسم "اہل سنت" کا عہد ہے کاوش  
اب نہ پھوڑیں گے آپ کا دامن اعلیٰ حضرت مجدد ملت !



صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاصْحَابِهِ بِقَدْرِ حُسْنِهِ وَ  
جَمَالِهِ وَسَلَامٌ ط



## تبرکاتِ رضا

ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ

بیجا سے ہے المنّة للہ محفوظ

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی!

یعنی ہے آدابِ شریعت ملحوظ!